تقویٰ کا نور حاصل کریں
یہی حقیقی غلبہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ / مارچ ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠١﴾

(المائدة: ۱۰۱)

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢١﴾ (آل عمران: ۱۲۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٣٠﴾

(الانفال: ۳۰)

اور پھر فرمایا:

جماعت اس زمانہ میں جس عظیم الشان ابتلاء کے دور سے گزر رہی ہے اور عمداً میں اسے عظیم الشان کہہ رہا ہوں غلطی سے نہیں۔ شاید کسی کو عظیم الشان کی بجائے اس پر دردناک دور کے لفظ کا

اطلاق زیادہ مناسب نظر آئے لیکن جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو مومنوں پر جتنے بڑے ابتلاء آتے ہیں اتنے ہی وہ زیادہ عظیم الشان ہوتے ہیں۔ گو درد کے بھی بے شمار پہلو ساتھ لئے ہوئے ہوتے ہیں لیکن ان دکھوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ماں پیدائش کی تکلیف میں سے گزرتی ہے اور پیدائش کی تکلیف تو تھوڑے عرصے کی تکلیف ہوتی ہے اور ماضی میں پیچھے رہ جاتی ہے لیکن اگر خدا اسے سعید بخت اور خوش نصیب بیٹا عطا فرمائے تو ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کی سعادتیں مستقبل میں آگے آگے چلتی ہیں۔ وہ اس بیٹے کی زندگی کے ساتھ بھی ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ ان سعادتوں کو بسا اوقات خدا نافلہ کے ذریعے لمبا کر دیتا ہے اور پھر نافلہ کی سعادتوں کو اور آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ پس مومن کی زندگی کا ابتلا بھی کچھ ایسی ہی صورت رکھتا ہے کہ اگرچہ دکھوں کے ایک دور میں سے مومن کو لازماً گزرنا ہوتا ہے لیکن یہ دور اس کے لئے بہت ہی عظیم الشان دور ہوتا ہے کیونکہ نہ ختم ہونے والی عظیم الشان سعادتیں اور برکتیں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

اس دور میں جہاں تک درد کی مختلف لہروں کا تعلق ہے گزشتہ دنوں ہمارے بہت ہی پیارے بھائیوں کے خلاف دردناک سزاؤں کا اعلان کیا گیا۔ جو درد کی سب لہروں سے بڑھ کر اس درد کی لہر نے جماعت کے دلوں کو مغلوب کیا ہے اور اس کثرت کے ساتھ سب دنیا سے درد کا اظہار ہو رہا ہے کہ شاید اس سارے دور میں بھی چند بھائیوں کے دکھ کی خاطر اتنی عظیم تعداد میں انسانوں کے دل نہیں دکھے ہوں گے اور جب میں شاید کہتا ہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ غالباً ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا ہوگا کہ کروڑ کے لگ بھگ انسانوں کے دل چند آدمیوں کی تکلیف میں اس قدر بے قرار اور بے چین ہو گئے ہوں۔ غالباً بھی نہیں میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے سوا آج اس دور میں اس کی کوئی اور مثال نظر نہیں آسکتی۔

درد بھی ایک قوت ہوتا ہے اور اس قوت کو آپ جس طرح چاہیں استعمال کریں، جس قسم کے خیالات چاہیں اس قوت سے اخذ کریں، جس قسم کے اعمال پیدا کرنا چاہیں اس قوت کے نتیجہ میں پیدا بھی کر سکتے ہیں۔ پس مختلف قلوب اور ذہنوں کے پیمانوں میں آج جب کہ یہ درد ڈھل رہا ہے تو خیالات بھی مختلف پیدا ہو رہے ہیں اور جذبات بھی مختلف پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے نتیجے میں اعمال بھی مختلف ظہور میں آ رہے ہیں۔

ایک رجحان یہ دیکھا گیا ہے کہ بکثرت احمدیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ ہمیں عددی اکثریت کب نصیب ہوگی اور عددی غلبہ کب میسر آئے گا۔ یہ درست ہے کہ خدا تعالیٰ الٰہی جماعتوں سے عددی غلبے کے بھی وعدے فرماتا ہے اور عددی کثرت بھی نصیب فرماتا ہے لیکن جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو خدا کے نزدیک عدد کی کوئی بھی قیمت دکھائی نہیں دیتی۔ عدد کی بجائے خدا کے نزدیک کیفیت کی قیمت ہے اور کیفیت کی قیمت کا یہ حال ہے کہ بعض دفعہ چند کی خاطر اور بعض دفعہ ایک وجود کی خاطر کل عالم کو بھی ہلاک کر دے تو خدا تعالیٰ کے ہاں جو قیمتیں مقرر ہیں اس لحاظ سے کوئی بھی نقصان کا سودا نہیں ہوگا۔ خدا کی اقدار کے پیمانوں کے لحاظ سے یہ فیصلہ بالکل درست اور مناسب ہوگا۔

پس وہ تین آیات جو تقویٰ کے مضمون سے متعلق میں نے الگ الگ سورتوں سے اخذ کر کے آج آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان میں یہی مضمون بیان ہوا ہے اور ان حالات کے نتیجے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے، ہماری سوچوں کو کون سا رخ اختیار کرنا چاہئے، ہمارے اعمال کو کن صورتوں میں ڈھلنا چاہئے۔ یہ ساری باتیں قرآن کریم کی ان تین آیات میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

پہلی آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ کہ اے محمد ﷺ تو اعلان کر دے کہ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ کہ خبیث یعنی گندا اور ناپاک ہرگز طیب یعنی پاکیزہ کے برابر نہیں ہو سکتا اس کا ہم مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ کسی پہلو سے بھی اس کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ خواہ اے مخاطب تجھے خبیث کی تعداد کی کثرت اچھی بھی لگے۔ تجھے بات پسند آئے کہ خبیث کی تعداد تو زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بات بھی اس کی اچھی نہیں اور تعداد کے لحاظ سے بھی خبیث کو جو اکثریت حاصل ہے اس میں بھی حسن کا پہلو کوئی نہیں، پھر بھی وہ چند طیب مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پس اپنی قدر و قیمت بڑھانے کی طرف توجہ کرو اور اللہ کے تقویٰ کے معیار کو بڑھاؤ کیونکہ یہی ہے جو خدا کی نظر میں کوئی قیمت رکھتا ہے۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو خدا کی نظر میں پیارا ہے۔ تقویٰ ہی ہے جس کے مقابل پر ہر دوسری چیز خدا کی نگاہوں میں ہیچ ہے لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تا کہ تم پھر فلاح پاؤ اور نجات دہندوں میں شمار کئے جاؤ۔

پس وہ لوگ، وہ احمدی احباب خصوصاً جن کے دل میں بار بار یہ حسرت پیدا ہو رہی ہے کہ کاش ہمیں عددی اکثریت جلد حاصل ہو جائے۔ ان کو میرا یہ پیغام ہے کہ عددی اکثریت کی بجائے اپنے معیار تقویٰ کو بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ جہاں تک عددی اکثریت کا تعلق ہے یہ بھی قرآن کریم میں وعدے موجود ہیں لیکن عددی اکثریت کی حیثیت سے نہیں بلکہ صاحب تقویٰ لوگوں کی تعداد میں اضافے کی حیثیت سے۔ قرآن کریم میں جہاں غیروں پر غلبہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہاں فرمایا ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ وہ اسے غالب کرے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کو غالب کرے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلبہ کا مطلب عددی اکثریت ہے ہی نہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ محمدؐ کو دنیا پر غالب کرے تو مراد یہ ہے کہ ہر حسن کو دنیا پر غالب کر دے، ہر خوبی کو دنیا پر غالب کر دے، ہر پاکیزگی کو دنیا پر غالب کر دے، ہر صفت باری تعالیٰ کو دنیا پر غالب کر دے۔ پس بظاہر لوگ اس کا یہی معنی لیتے ہیں کہ اسلام کی عددی اکثریت کا وعدہ کیا گیا ہے، ہرگز نہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلبہ کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ غلبہ حسن کے بغیر ممکن نہیں۔

پس اگر اس طرح احمدیت نے بڑھنا ہے کہ نور مصطفوی پھیل جائے تو یہ تمنا ایک پاکیزہ تمنا ہے، یہ تمنا یقیناً قرآن کریم کی کے مطابق ہے لیکن اگر مقابل کے جوش میں، اگر ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی تمنا میں آپ محض عددی اکثریت پر نظریں لگا کر بیٹھ جائیں تو یہ کوئی اچھا سودا نہیں ہوگا۔ اس ابتلاء کی صحیح قیمت آپ نے وصول نہیں کی۔ اس لئے اپنی توجہ کو قیمتوں اور قدروں کی طرف مرکوز رکھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ ہر قربانی کے بدلے خدا سے سب سے زیادہ قیمت وصول کریں گے۔

دوسری بات جو بیان فرمائی گئی ہے اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا اگر تمہیں کوئی اچھی بات پہنچتی ہے تو تمہارے دشمن اس سے بہت برا مناتے ہیں، بہت تکلیف محسوس کرتے ہیں اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ہاں اگر تمہیں کوئی تکلیف کی بات پہنچ جائے يَّفْرَحُوْا بِهَا اس سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا اگر تم بچنا چاہتے ہو ان کے شر سے تو طریق یہ ہے کہ تَصْبِرُوْا صبر کرو وَ تَتَّقُوْا اور تقویٰ اختیار کرو۔ یہ دو ہتھیار ہیں مومن کے جن کے ذریعے غیر کے شر سے بچ سکتا ہے اور اس کے بعد خدا یہ وعدہ کرتا ہے

لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا ہرگز ان کی کوئی شرارت، ان کی کوئی سکیم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ فرمایا اللہ ہے جو ان کا گھیرا کئے ہوئے ہے۔ تم تو کمزور ہو ناتوان ہو تم میں یہ طاقت کہاں ہے کہ اپنے دشمن کے مقابل پر اس کے شر سے بچ سکو کجا یہ کہ تم اس پر کسی اور طرح سے غالب آجاؤ۔ تم میں اپنے دفاع کی بھی طاقت نہیں۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ تمہیں دو ایسے ہتھیار عطا کرتا ہے کہ اگر تم ان کو پکڑ لو تو نہ صرف یہ کہ ان کے شر سے بچ جاؤ گے بلکہ خدا یہ وعدہ کرتا ہے کہ ان کی ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا۔ ایک ذرہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ دلیل ہے اس بات کی کہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایسا کر سکے دلیل یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۔

دو طرح سے شر سے بچنے کی تدبیریں کی جاتی ہیں دنیا میں۔ ایک یہ کہ بعض لوگ قلعہ بند ہو جاتے ہیں اور ان کی حفاظت کی دیواریں ان کو گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ عام طور پر کمزور جب بچتے ہیں تو اسی طرح بچتے ہیں اور ایک اس کے برعکس یہ تدبیر ہوتی ہے کہ شرارت کو گھیرے میں لے لیا جائے اور اس کی ناکہ بندی کر دی جائے۔ چنانچہ آج کل کے زمانہ میں جو Quarantine کی اصطلاح نکلی ہے یہی وہ طریق ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ غالب قومیں اور فہم والی قومیں اس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ بدی کو گھیرے میں لے لو۔ اب جبکہ تمہیں غلبہ حاصل ہے تمہیں قوت حاصل ہے پیشتر اس کے بدی اپنی حد سے باہر نکل جائے اور تمہیں مغلوب کرنے کا احتمال پیدا ہو جائے۔ اس سے پہلے پہلے بدی کو گھیرے میں لے لو۔ چنانچہ یہ تدبیر بہت ہی مؤثر ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بہتر اور اس سے زیادہ یقینی کام کرنے والی اور کوئی تدبیر نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دوسری تدبیر کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا ہے تمہیں وہ گھیرے میں کیا لیں گے ہم ان کو گھیرے میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہم ان کے ہر عمل کو گھیرے میں لئے بیٹھے ہیں۔ ایک عمل بھی ہمارے احاطہ تقدیر سے باہر نہیں ہے ان کا۔ پھر کیسے ان کو اجازت ہوگی کہ وہ اچھل کر خدا کی تقدیر سے باہر آکر تمہیں کوئی گزند پہنچا سکیں اور محیط کا ایک معنی ہے پارہ پارہ کر دینا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دینا تو دوسرے معنی اس کے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر تدبیر کو صرف گھیرے میں ہی نہیں لئے ہوئے، ہر تدبیر کو پارہ پارہ کر دے گا اور ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا۔

تو جہاں تک اس ابتلاء کے دور میں تمناؤں کا تعلق ہے قرآن کریم آپ کی تمنائیں بھی

درست کرتا ہے، آپ کا قبلہ درست فرماتا ہے اور بتاتا ہے کثرت کی تمنا نہ کرو۔ یہ تمنا کرو کہ نیکی غالب آئے اور تقویٰ غالب آئے اور پاکیزگی غالب آئے اور تمام دنیا میں محمد مصطفی ﷺ کا غلبہ ہو۔

دوسرا یہ بیان فرماتا ہے کہ بچنے کا طریق خاص طور پر ایسے دور میں جب کہ شرارت کثرت میں ہو کیونکہ خبیث کی کثرت ہو تب ہی وہ اچھلتا ہے اور تب ہی وہ زیادتیوں پر اترتا ہے۔ تو فرمایا جہاں تک خبیث کے شر کا تعلق ہے ہم تمہیں ایسے بچنے کے طریق بتا دیتے ہیں کہ ان کے بعد اس کا شر تمہیں نہیں پہنچ سکے گا بلکہ خدا تمہاری طرف سے ان کا مقابلہ کرے گا اور ان کی ہر تدبیر کو ناکام کر دے گا اور پارہ پارہ کر دے گا۔

پھر ایک تیسری جگہ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے بتاتا ہے يَآَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۳۰ یہاں بعض توہمات کا ازالہ فرمایا گیا ہے۔ جب مومن کو یہ کہا جاتا ہے کہ تقویٰ کا معیار بڑھانے میں ہی تمہاری کامیابی ہے، خبیث کی کوئی حقیقت نہیں، طیب ہی ہے جو خدا کی نگاہ میں اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے تقویٰ بڑھانے کی طرف توجہ کرو۔ تو طبعاً انسانی کمزوری کے نتیجہ میں دل سے آواز اٹھتی ہے کہ ہمارے دل کا تقویٰ باہر کسی نے کیا دیکھا ہے۔ جہاں تک دشمن کا تعلق ہے اسے کیا پتہ کہ ہمارے دلوں نے اس دور میں کیا کچھ سیکھا ہے اور کیا کچھ کمایا ہے۔ وہ تو تمسخر کے ساتھ ہم پر ہنستا ہوا، مذاق اڑاتا ہوا یہاں سے رخصت ہو گا اور ہم لوگ اس خیال سے کہ ہمیں تقویٰ نصیب ہو گیا ہے اپنی فتح کے اندرونی شادیانے تو بجا رہے ہوں گے لیکن باہر ان شادیانوں کی کوئی آواز سنائی نہیں دے گی۔ جہاں تک غیر کا تعلق ہے اسے اپنی شکست کا کوئی احساس نہیں ہو گا۔ اس لئے ایسی فتح عظیم بھی ہو تو لذت بخش اور تسکین بخش نہیں ہو سکتی۔

اس وہم کے جواب میں خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کہ اگر تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تمہیں ایک نمایاں چمکنے والا نشان عطا فرمائے گا ایسا امتیازی نشان دے گا کہ غیر اسے دیکھے اور اس کے رعب سے مرعوب ہو جائے جس طرح سورج چڑھ جاتا ہے ویسی فرقان نصیب ہو گی۔ جیسے قرآن ایک فرقان کے طور پر نازل ہوا ہے اور ہمیشہ کے لئے اپنی ذات میں غلبوں کا نشان رکھتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ تمہیں فرقان عطا فرمائے گا۔ تفریق

کرنے والا نشان غیر کو مغلوب کرنے والا نشان، نمایاں امتیاز پیدا کرنے والا نشان۔ اس لئے یہ فکر مت کرو کہ تمہارے اندرونی تبدیلی کے نشان کو غیر نہیں دیکھیں گے۔ خدا کی تقدیر باہر بھی نشان ظاہر کرے گی تمہارے اندر بھی نشان پیدا کرے گی اور آفاق میں بھی نشان ظاہر کرے گی جو تمام دنیا کو نظر آئیں گے اور پھر معاً بعد اصل مضمون کی طرف توجہ پھیر دی کہ محض تماش بینی کے لئے خدا تعالیٰ یہ عظیم الشان ابتلاء جاری نہیں فرمایا کرتا جو اصل مقصد ہے وہ یہ ہے وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ اصل بھلائی، اصل فائدہ تمہارا اس بات میں ہوگا کہ تمہاری برائیاں دور ہو رہی ہوں گی اور خدا تمہاری برائیوں کو دور کرے گا وَیَغْفِرْ لَکُمْ اور پہلے جو برائیاں کر چکے ہو ان سے صرف نظر فرمائے گا اور ان کو بخش دے گا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۰﴾ اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے بہت ہی عظیم الشان فضلوں والا ہے۔ تو ابتلاء کا نتیجہ اگر صبر اور تقویٰ اختیار کیا جائے تو ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ خدا کی رحمتوں کے نیچے آنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے ابتلاء کے ایسے دور جو ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ سے انسان کا تعلق باندھ دیں اس کی رحمتوں اور برکتوں اور رضا کی آنکھ کے نیچے انسان کو لے آئیں وہ یقیناً عظیم الشان ابتلاء کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

تقویٰ کیا ہے؟ اس مضمون پر میں نے گزشتہ سے پیوستہ جمعہ میں کچھ کہنا شروع کیا تھا اور خیال تھا کہ اس سلسلہ کو آگے بڑھاؤں گا لیکن پھر درمیان میں ایسی بعض اطلاعیں آئیں کہ وقتی طور پر اس مضمون کو چھوڑنا پڑا۔ اب پھر آج میں اسی مضمون کو پکڑتا ہوں اور جہاں چھوڑا تھا وہاں سے لینے کی بجائے از سرنو آغاز سے اس مضمون کو شروع کر رہا ہوں۔ جو حصے بیان ہو گئے ہیں وہ دوبارہ نہیں بیان ہوں گے لیکن اس مضمون سے یعنی اموال سے تعلق رکھنے والے بعض پہلو ابھی تشنہ ہیں انشاء اللہ ان پر میں بعد میں روشنی ڈالوں گا۔

آنحضرت ﷺ نے تقویٰ کی جو تعریف فرمائی ہے، وہ تعریف فرمانے کا انداز نہایت ہی پیارا اور بالکل عام دنیا کے دستور سے بالکل ہٹ کر ہے۔ شروع میں بظاہر تقویٰ کا کوئی ذکر نظر نہیں آرہا لیکن مضمون جب اپنے انتہائی مقام کو پہنچتا ہے تو وہاں جا کر پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کیا بیان فرما رہے ہیں۔ صحیح مسلم کتاب البر میں یہ حدیث ملتی ہے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کی

پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو، تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ایک مسلمان دوسرے کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرے گا، نہ اسے رسوا کرے گا، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا، نہ اسے حقیر جانے گا۔ یہ تعلیم دینے کے بعد آپؐ نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر تین مرتبہ فرمایا تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلہ حدیث نمبر: ۴۶۵۰)

تقویٰ کے سرچشمہ سے یہ کلام نکل رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے، تقویٰ محض خدا کے فرضی خوف کا نام نہیں، تقویٰ محض نیکی کی اونچی اونچی باتیں کرنے کا نام نہیں ہے۔ تقویٰ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دل میں چھپا رہتا ہے اور ظاہر نہیں ہوتا۔ تقویٰ ایسا ہے جو کہ نظر بھی آتا ہے غیروں کو، اپنوں کو بھی نظر آتا ہے اور غیروں کو بھی نظر آتا ہے۔ لیکن غیروں کو نظر آنے سے پہلے، اپنوں کو تو دکھنا چاہئے، اپنوں کو تو دکھائی دے۔ وہ تقویٰ جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہے اور ظاہر نہیں ہو رہا وہ تقویٰ تقویٰ نہیں ہے۔ فرمایا دیکھو میرے دل میں تقویٰ ہے، میرے دل میں تقویٰ ہے، میرے دل میں تقویٰ ہے اور اس کے نتیجہ میں یہی اعمال مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس تم جو تقویٰ کا دعویٰ کرنے والے لوگ ہو اگر ان اعمال سے خالی ہو تو پھر تقویٰ کی باتیں محض ریا کی باتیں، دھوکے کی باتیں ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر بولی نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے باتیں نہ کرو۔

کتنے ہیں ہم میں سے جو اس تعلیم پر کماحقہ عمل پیرا ہیں اور کتنے ہیں جو بار بار ٹھوکر کھا کر پھر انہی باتوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور کتنے ہیں جنہوں نے اس دور میں یہ بات سیکھی اس رنگ میں تقویٰ سیکھا کہ اپنی وہ اصلاح کریں جو حضرت محمد مصطفی ﷺ تقویٰ کی تعریف کے نتیجہ میں ضروری قرار دیتے ہیں۔ تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

یہ چند باتیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں اکثر جھگڑے جو احمدیوں کے میری نظر میں آتے ہیں، جن سے قضاء کے دفتر بھرے پڑے ہیں، جن کی شکایتیں امور عامہ تک یا امراء تک پہنچتی ہیں۔ ان کا تعلق انہی باتوں سے ہے۔ سودوں میں زیادتیاں حرص و ہوا کے نتیجے میں، ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش میں اور جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا بھائی بھائی

ہو جاؤ، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔اس سے مسلمانوں کے اندر جو نیکی کی روح آنحضور ﷺ دیکھنا چاہتے ہیں اس کی اعلیٰ تعریف فرما دی۔اس فقرہ کو بھلا کر ایک عام انسان کو یہ سمجھ نہیں آسکتی کہ ایک آدمی بیع کر رہا ہے مجھے اچھا موقع ملا ہے میں خفیہ طور پر اس سے بڑھ کر بات کیوں نہ کرلوں، کیوں نہ اس سودے کے اندر داخل ہو کر اسے اپنا لوں، اس میں کیا نقصان کی بات ہے۔وہ بھی سودا کر رہا ہے اس کی ملکیت نہیں، میں بھی سودا کر رہا ہوں میری ملکیت نہیں ہے۔ایک تیسرا شخص ہے اس کا فائدہ ہی ہوگا، اس کو زیادہ پیسے مل جائیں گے۔انسانی نفس عام دنیا کے معیار تقویٰ کے مطابق اس کو کوئی بھی ایسی بات نہیں دکھاتا جو معیوب ہو بلکہ اس کو بہتر اور حسین کر کے دکھاتا ہے کہ ہاں بڑی اچھی بات ہے ایسا کرلو۔لیکن بھائی بھائی میں جا کر سارا معاملہ کھول دیا، ہر بات کی وضاحت فرما دی۔دو سگے بھائی جو ایک دوسرے سے پیار کرنے والے ہوں وہ ایک دوسرے سے اپنے سودے چھپایا تو نہیں کرتے۔وہ وہم بھی نہیں کر سکتے کہ ایک بھائی کوئی سودا کر رہا ہو اور دوسرا بھائی مخفی طور پر جا کے اس سے بڑھ کر بولی دے کر اس کے سودے کو اپنا لے۔جب بھائی بھائی کے نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو اتنی اخلاق سے گری ہوئی اور کمینی حرکت نظر آتی ہے کہ خاندان کے ماحول میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب اپنے سینے پر ہاتھ رکھا، اپنے دل کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے تو مراد یہ تھی کہ اخلاق کے جو گر میں تمہیں سکھا رہا ہوں وہ میرے دل کے تقویٰ سے وابستہ ہیں، میرے دل کے تقویٰ سے مناسبت رکھتے ہیں۔دنیا کے بھلے آدمیوں کے ساتھ شاید تمہیں ان میں کوئی مناسبت نظر نہ آئے۔عام انسان کے معیار کے مطابق تم شاید یہ سمجھو کہ یہ زیادہ بلند اور بے وجہ کا معیار مقرر کیا گیا ہے لیکن یاد رکھنا جو تعلیم میں تمہیں دیتا ہوں وہ اپنے دل کے تقویٰ کے لحاظ سے تعلیم دیتا ہوں۔اگر میرے جیسا بننا چاہتے ہو، اگر مجھ سے محبت کرتے ہو، اگر میری غلامی کا دعویٰ ہے تو پھر مجھ سے تقویٰ سیکھو، غیروں سے نہ تقویٰ سیکھو۔وہ مذاہب جو ماضی کے قصے بن چکے ہیں، وہ انبیاء جو پرانے زمانوں میں کھوئے گئے ان کی تقویٰ کی تعلیم ان کے دلوں سے تعلق رکھتی تھی۔اب آئندہ آنے والے زمانے میں تقویٰ کی تعلیم محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل سے تعلق رکھنے والی ہوگی اور ان دونوں میں یقیناً ایک نمایاں فرق ہے۔

پھر فرمایا حسب امراء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم ، کل المسلم علی

المسلم حرام دمه وماله وعرضه (مسلم کتاب البر والصلہ حدیث نمبر: ۴۶۵۰) ایک شخص کے لئے اس کی ہلاکت کے لئے یہ شر بہت کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کو تحقیر کی نظر سے دیکھے اور سب گناہوں سے بچا بھی ہوا ہو۔ اگر یہ نقص بھی کسی میں ہو کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت اور تذلیل کی نظر سے دیکھتا ہے تو فرمایا اس کی ہلاکت کے لئے بس یہی کافی ہے۔ **کل المسلم علی المسلم حرام** مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی بلا اجازت تصرف حرام ہے۔ فرمایا **دمه وماله وعرضه** اس کا خون بھی حرام ہے۔ اس کا مال بھی حرام ہے اور اس کی عزت بھی حرام ہے۔

اب جتنے بھی جھگڑے ہیں انسانی معاشرے میں اس خلاصہ سے باہر اس کو نکال ہی نہیں سکتے آپ۔ تمام اختلافات کی جڑیں ان تین باتوں میں ہیں، دم میں، مال میں اور عرض میں۔ فرمایا یہ تین باتیں ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر میں حرام کر رہا ہوں اور اگر یہ حرام ہو جاتی ہیں تو پھر یہ سوسائٹی لازماً جنت بن کے رہے گی۔ پھر مسلمان کے لئے جہنم کا تصور ہی باقی نہیں رہتا۔ پس اگر یہ تصورات موجود ہیں، اگر یہ تکلیفیں دکھائی دے رہی ہیں تو لازماً تقویٰ کی ان جڑوں میں کہیں کوئی نقص ہے اور وہ تقویٰ نہیں ہے آپ کے اندر جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے مبارک مقدس وجود سے پھوٹتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے“

یہ بڑا عظیم الشان فقرہ ہے، بہت ہی پیارا ”خدمات کے مقام محمود تلاش کرے“۔ خدمت میں تو انسان بظاہر گرتا ہے اور نیچے ہو کر خدمت کرتا ہے اور مقام محمود وہ ہے جو سب سے اونچا مقام قرآن کریم وعدہ فرماتا ہے کہ خدا اپنے پیاروں کو عطا فرماتا ہے۔ تو فرمایا خدمتوں کے بھی بعض مقام محمود ہیں کس سلیقہ سے خدمت کر رہے ہو، کس انداز سے خدمت کر رہے ہو، کس طرح نکھار کر تحسین کے ساتھ خدمت کرتے ہو اس سے تمہیں مقام محمود نصیب ہوگا۔

پس جو خدمتوں کے مقام محمود نہیں پاتا اسے دوسرے مقام محمود کا خیال ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ ہر مقام محمود کے ساتھ ایک تعلق رکھنے والی خدمت کا بھی مقام محمود ہے۔ خدا کی راہ میں چندہ دینے والے لاکھوں کروڑوں ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ہر چندہ اگر مقدار میں برابر ہو تو مرتبہ میں بھی برابر ہو۔ یہاں خدمت کا مقام محمود ہے جو فیصلہ کرتا ہے فرق کر کے دکھاتا ہے۔ تو فرمایا ''خدمات کے مقام محمود تلاش کرے''۔ اس فقرہ سے پتہ چلتا ہے کہ کیسے سچے اور پاکیزہ دل کا کلام ہے۔ جھوٹے آدمی کو ایسی بات نصیب ہو ہی نہیں سکتی، اس کا تصور ان باتوں کے قدموں کو بھی نہیں چھو سکتا کبھی۔

''ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔

(یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں۔) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرہ: ۶۳) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف: ۱۹۷)۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں، ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں، ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں، ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ: ۲۸۰-۲۸۱)

''دو زمانے متقی پر آتے ہیں ایک ابتلاء کا زمانہ اور دوسرا اصطفاء کا زمانہ۔ ابتلاء کا زمانہ اس لئے آتا ہے تا کہ تمہیں اپنی قدر و منزلت اور قابلیت کا

پتہ مل جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر راست بازوں کی طرح ایمان لاتا ہے۔ اس لئے کبھی اس کو وہم اور شکوک آ کر پریشان دل کرتے ہیں ۔کبھی کبھی خدا تعالیٰ ہی کی ذات پر اعتراض اور وہم پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صادق مومن کو اس مقام پر ڈرنا اور گھبرانا نہ چاہئے بلکہ آگے ہی قدم رکھے۔ کسی نے کہا ہے

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

(الحکم جلد ۵، نمبر ۶ ۱۷ / فروری ۱۹۰۱ء صفحہ: ۱)

تو دیکھو عشق شروع شروع میں بڑا باغی اور خونی دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ تا کہ ہر وہ شخص جو کوچہ عشق سے تعلق تک نہیں رکھتا اور اس شہر کا باشندہ نہیں ہے یعنی اس شہر میں بسنے کے لائق نہیں۔ ایسا بیرونی شخص ان باتوں کو دیکھ کر گریز پا ہو جائے اور بھاگ جائے اس کوچہ سے، اس لئے یہ دکھاوے کی سرکشی ہے اور دکھاوے کا خون ہے حقیقت میں عشق تو ہر لذت کی آماجگاہ ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

”شیطان پلید کا کام ہے کہ وہ راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے منکر نہ کرالے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے روگردان نہ کر لے۔ وہ وساوس پر وساوس ڈالتا رہتا ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان ان وسوسوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب کرلیں پھر دیکھا جائے گا۔ باوجود اس کے کہ انسان کو اس بات کا علم نہیں کہ ایک سانس کے بعد دوسرا سانس آئے گا بھی یا نہیں۔ لیکن شیطان ایسا دلیر کرتا ہے کہ وہ جھوٹی امیدیں دیتا اور سبز باغ دکھاتا ہے۔ شیطان کا یہ پہلا سبق ہوتا ہے مگر متقی بہادر ہوتا ہے اس کو ایک جرأت دی جاتی ہے کہ وہ ہر وسوسہ کا مقابلہ کرتا ہے ۔ اسی لئے وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ فرمایا۔ یعنی اس درجہ میں وہ ہارتے اور تھکتے نہیں اور ابتداء میں انس اور ذوق اور شوق کا نہ ہونا ان کو بے دل نہیں کرتا۔ وہ اسی بے

ذوقی اور بے لطفی میں بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں ۔ یہاں تک کہ سب وساوس اور اوہام دور ہو جاتے ہیں ۔ شیطان کو شکست ملتی اور مومن کامیاب ہو جاتا ہے ۔ غرض متقی کا یہ زمانہ سستی کا زمانہ نہیں ہوتا بلکہ میدان میں کھڑے رہنے کا زمانہ ہوتا ہے ۔ وساوس کا پوری مردانگی سے مقابلہ کرے ''

(الحکم جلد ۵، نمبر ۶ ۱۷ ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ: ۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَادی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ لِلْحَرْبِ ۔ جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے'' (یہ حدیث قدسی ہے) ''اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے ۔ تو خدا اس کا کس قدر معاون اور مددگار ہوگا ۔

لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں جن سے متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آ جاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے ۔ مصائب کی کوئی حد نہیں ۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں ۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزار ہا مصائب کے پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایسے جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے'' ۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ: ۱۰)

پس اس دور میں جو سب سے بڑا مال غنیمت آپ حاصل کر سکتے ہیں، سب سے بڑی فتح جو حاصل کر سکتے ہیں، وہ مال غنیمت تقویٰ کا مال غنیمت ہے اور وہ فتح اپنے دل کی اور اپنے نفس کی فتح ہے اور یہی وہ اندرونی فتح ہے جو بیرونی فتح پر منتج ہوا کرتی ہے یعنی یہی وہ اندرونی غلبہ ہے جو بیرونی غلبوں میں تبدیل ہوا کرتا ہے ۔ پس وہ جو بظاہر سچے دل سے اپنے بھائیوں کی تکلیف پر رو رہے ہیں اور دکھ محسوس کر رہے ہیں اگر وہ ان کی خاطر اپنے اندرونے میں پاک تبدیلی پیدا نہیں کرتے ، اگر وہ انہی کی

خاطر اپنی روش میں نمایاں فرق پیدا نہیں کرتے تو وہ آنسو بھی جھوٹے ہیں، وہ درد بھی جھوٹا ہے، اس کی کوئی بھی قیمت نہیں۔

اس صورت حال سے دوہرے فائدے حاصل کرو۔ اس صورت حال سے جو کچھ تمہارے ہاتھ میں آ سکتا ہے جو کچھ ممکن ہے تمہارے لئے حاصل کرنا سب کچھ حاصل کرلو اور وہ وہی کچھ ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں بہت عظیم الشان سودوں کے وقت ہیں۔ اندرونی تبدیلی پیدا کریں پاک، ہمیشہ باقی رہنے والی تبدیلی اور اس کے نتیجہ میں بیرونی فتوحات بھی آپ کو نصیب ہوں گی اور وہ فتوحات محض عددی غلبے کی نہیں ہوں گی وہ فتوحات محمدی غلبے کی فتوحات ہوں گی نفس پاکیزہ کی فتوحات ہوں گی، نفس خبیثہ کی فتوحات نہیں ہوں گی۔ وہ لوگ جو ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیل کے دیکھنے کی تمنا رکھتے ہیں، ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیل بھی ان کو ضرور دکھائے جائیں گے۔ ضرور شادیانے بجیں گے احمدیت کی فتح کے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان ظاہری پھلجھڑیوں کے کھیلوں کے مقابل پر اور ان ظاہری شادیانوں کے مقابل پر نفس مطمئنہ کی فتح کے شادیانے بہت زیادہ غالب اور قوت والے ہوا کرتے ہیں، بہت زیادہ پر شوکت نغمے اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور اگر یہ دور آپ کو تقویٰ کا نور عطا کر دے تو یہ وہ پھلجھڑیاں ہیں جن کے مقابل پر اور کوئی پھلجھڑی نہیں۔ آپ کے دل میں اگر نور کے سوتے پھوٹنے لگیں ،آپ کے دل میں اگر تقویٰ کی وہ پھلجھڑیاں چلیں جن سے نور کے رقص آپ کے سینوں میں دکھائیں دیں، جن میں چاندنی پھوٹتی ہوئی دکھائی دے، جن میں اللہ کا پیار رقصاں ہو اور خدا کی محبت کے نغموں کی آوازیں پھوٹ رہی ہوں۔ ان جلوؤں کی کیوں تمنا نہیں کرتے۔ ان رقص و سرور کے پیچھے کیوں نہیں بھاگتے۔ ان غلبوں کے نغموں کے لئے آپ کے کان کیوں نہیں ترستے۔ یہ وہ غلبے ہیں جو حقیقی غلبے ہیں اور دائمی غلبے ہیں۔ جو اس دنیا میں آپ کو پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے ساتھ اس دنیا میں بھی جائیں گے۔ آپ کو پیچھے چھوڑ کر نہیں جائیں گے بلکہ آپ کے آگے آگے بھاگیں گے کیونکہ قرآن کریم ہمیں مطلع فرماتا ہے نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ (التحریم:۹) جب تقویٰ کا نور ان کو عطا ہوتا ہے تو وہ ان کو پیچھے نہیں چھوڑا کرتا بلکہ آگے آگے دوڑتا ہے روشنی کرتا چلا جاتا ہے۔ ان کو خدا نور فراست عطا فرماتا ہے اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ ہر چیز کو دیکھتے اور سمجھتے ہیں اور صاحب بصیرت لوگوں

کی طرح فیصلہ کرتے ہیں اور صاحب بصیرت لوگوں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں۔

خدا کرے کہ ہمیں یہ تمام اجر عظیم جو اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے اور اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے، اس ابتلاء کے دور میں ہمیں نصیب ہو جائے۔ اگر یہ نصیب ہو جائے تو ہماری عاقبت تو بہر حال سنور جائے گی، دشمن کے ہاتھ پھر کیا آیا یہ خدا جانے اور دشمن جانے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

غالباً اعلان کیا جا چکا ہوگا۔ اب تو یہ دن لمبے ہو گئے ہیں۔ سردیوں کے عذر کی وجہ سے نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز جمع کی جاتی تھی، وہ آج سے بند ہے۔ آج نمازیں الگ الگ ہوں گی۔ اس لئے نوجوان خصوصاً مطلع رہیں کہ جمعہ کے بعد وہ اپنی سنتیں پوری کریں۔